ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.5 No.1 2022

اُردو میں سائنسی ترجمے کی روایت

TRADITION OF TRANSLATION OF SCIENCES INTO URDU

***اللہ دتہ**

پی ایچ۔ڈی اُردو اسکالر، لاہور گیریژن یونیورسٹی، لاہور

****ڈاکٹر محمد خاں اشرف**

پروفیسر، شعبہ اُردو، لاہور گیریژن یونیورسٹی، لاہور

*****ڈاکٹر سید تنویر حسین**

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اُردو لاہور گیریژن یونیورسٹی، لاہور

ABSTRACT:

The future of a language lies in the ways it preserves stores of learning. In order to enrich Urdu with treasures of science and other disciplines, translation of books from English and other languages into Urdu is indispensable. In this treatise, I have briefly commented upon some of the more important institutions which rendered commendable services in the translation of books on sciences into Urdu. Among these the services of Madrasa e Fakhriya Haiderabad Deccan, school book society Delhi college, Madrasa Tababat Aagrah, Scientific Society Ghazi Pur, Urdu Science Board Lahore, Dar-ul-Tarjma Usmania and Shuba-e- Tasneef-o-Taleef-o-Tarjma , Karachi University, are more conspicuous and more comprehensive.

اُردو میں ترجمے کی روایت کا آغاز اُردو ادب کے ابتدائی دور میں ہی ہو گیا تھا۔ یہ ترجمے مذہب، تصوف، ادب اور فلسفے کی کتابوں کے تھے۔ سائنسی ترجمے کی روایت کا آغاز شاہان اودھ کے تراجم سے ہوتا ہے۔ اُردو کا دامن علمی اور سائنسی سرمائے سے مالا مال کرنے کے لے ضروری تھا کہ انگریزی اور دوسری زبانوں سے علمی اور سائنسی کتابوں کے اُردو میں تراجم کیے جائیں۔ کچھ اداروں نے سائنسی تراجم کے ضمن میں ناقابلِ فراموش خدمات سرانجام دیں۔ میں نے اس مضمون میں ان کی خدمات کا اجمالی جائزہ لینے کی کوشش کی ہے۔

شمس الامرا کے تراجم برائے مدرسہ فخریہ

حیدر آباد دکن

علمی اور سائنسی تراجم کے ضمن میں حیدر آباد دکن کے نواب محمد فخر الدین خاں شمس الامرا ثانی کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ فورٹ ولیم کالج کلکتہ کے زوال کے بعد لکھنؤ اور حیدر آباد دکن اردو ترجمے کے اہم مراکز بن کر اُبھرے، فورٹ ولیم کالج کے تراجم زیادہ تر داستانوی قصوں پر مبنی تھے جبکہ لکھنؤ اور حیدر آباد دکن کے تراجم علمی نوعیت کے تھے۔

نواب محمد فخر الدین خاں نے سائینٹیفک سوچ کو عام کرنے کے لئے مدرسہ فخریہ قائم کیا۔ یہ مدرسہ 1834ء میں قائم کیا گیا۔ اس مدرسہ کے نصاب میں مغربی تعلیمی اداروں کی نصابی کتب کو شامل کیا گیا۔ نواب محمد فخر الدین خاں نے مغربی علوم وفنون کی کتب کو مقامی اور مغربی مترجمین کے ساتھ مل کر خود اردو میں ترجمہ کیا۔ نواب صاحب نے یہ تراجم اپنے سنگی چھاپہ خانے سے شائع کئے نواب محمد فخر الدین خاں علم ریاضی اور علم ہیئت سے خاص شغف رکھتے تھے۔ انھوں نے ان علوم کے کئی رسائل خود تصنیف کیے۔ اس کے علاوہ جملہ سائنسی موضوعات کے بارے میں انگریزی سے اردو میں تراجم کا کام وسیع پیمانے پر کروایا۔ انیسویں صدی کے نصف آخر میں جب اردو کا پہلا میڈیکل کالج مدرسہ طبابت، آگرہ قائم ہوا۔ تو اس میں سب سے زیادہ کھپت، مدرسہ، فخریہ، حیدر آباد کے فارغ التحصیل طلبہ کی ہوئی۔

شمس الامرا کے باقاعدہ ملازم مترجمین کے نام یہ ہیں۔

میر امن دہلوی، شاہ علی، رتن لعل، غلام محی الدین حیدر آبادی، موسیٰ تندوسی، حافظ مولوی شمس الدین فیض، مسٹر جونسن، مسٹر جوزہ، جان مرقس، ابو علی، رائے منولال، شیر علی بن قاسم، مرزا جان قندھاری، میر طفیل علی، مولوی احمد اور سید عبد الرحمن، مترجمین نے تراجم کا یہ کام نواب صاحب کی قائم کردہ رصد گاہ، جہاں نما، میں بیٹھ کر کیا بقول مرزا حامد بیگ:

" اردو میں علمی کتب کے تراجم کی یہ دوسری منظم انفرادی کوشش تھی" (۱)

شمس الامرا کے مترجمین نے اکثر سائنسی اصطلاحات کے اردو مترادفات تلاش کر لئے تھے اور ان کو اصطلاح سازی پر مکمل عبور حاصل تھا۔ یہ تراجم سادہ، سلیس اور عام فہم ہیں۔ چند تراجم کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔رسالہ مختصر جرِ ثقیل 2۔رسالہ کسورات اعشاریہ

3۔رسالہ اصول حساب 4۔رسالہ اصطرلاب کروی

5۔ستہ شمسیہ

"ستہ شمسیہ" میں حسب ذیل چھ رسائل شامل تھے۔

i۔رسالہ علم جرِ ثقیل ii۔رسالہ علم ہیئت

iii۔رسالہ علم آب

iv۔رسالہ علم ہوا v۔رسالہ علم انظار

vi۔رسالہ علم برق

دیگر تراجم میں سے درج ذیل خصوصی طور پر قابل ذکر ہیں۔

6۔رسالہ ہومیوپاتک (رسالہ ہومیوپیتھک) 7۔ کیمسٹری کا مختصر رسالہ

8۔رسالہ مفتاح الافلاک 9۔رسالہ کیمسٹری کا

10۔رسالہ مختصر حیوانات مطلق

چند دیگر تراجم کی تفصیلات درج ذیل ہیں۔

11۔ ترجمہ شرح چغمنی (قلمی) ترجمہ: شاہ علی

12۔ اصولِ علم حساب ہندی زبان میں

13۔ رفیع الحساب

14۔ رسالہ کسوراتِ اعشاریہ

15۔ رسالہ کیمسٹری

16۔ رسالہ علم واعمال کرّے کا، ترجمہ مسٹر جوزہ ورتن لعل

17۔ رسالہ منتخب البصر (رونما) یہ رفیع البصر کا خلاصہ ہے۔

18۔ رسالہ خلاصۃ الادویۃ از ڈاکٹر ولیم میکنزی

19۔ نافع الامراض، از ڈاکٹر ولیم میکنزی

ان تراجم کے علاوہ شمس الامرا کے سنگی چھاپہ خانہ کی شائع کردہ مختلف علمی کتب کا حوالہ مختلف فہارس میں ملتا ہے۔ ان کتب کی تفصیل درج ذیل ہے۔

20۔ الیکٹروپلیٹ، ترجمہ: مولوی احمد

21۔ رسالہ علم ہیئت، از فرگوسن، ترجمہ: سید عبدالرحمن

22۔ شمس الھندسہ

23۔ رسالہ علم کیمیا

24۔ رسالہ موتی چور نکالنے کے طریق

25۔ تکملہ رفیع الحساب

26۔ رفیع البصر

27۔ رفیع الصنعت

28۔ رفیع التر کیب

29۔ تختۂ گردان

30۔ رسالہ علم ہندسہ

31۔ کتاب ہندسہ، از ٹاڈ ہنٹر، ترجمہ: رائے منولال

32۔ رسالہ شمسیہ فی اعمال حسابیہ از شیر علی بن محمد قاسم

33۔ رسالہ رشیدیہ از شیر علی بن محمد قاسم

34۔ جدول تحویلات شمسی، ترجمہ: مرزاجان قندھاری

35۔ رسالہ گھڑیال از میر طفیل علی

36۔ ترکیب ادویہ

37۔ مرقع تصویرات حیوانات

محولہ بالا کتب میں حوالہ نمبر 20، 21، 31، اور 34 کی کتب ترجمہ ہیں۔ جبکہ دیگر کتابو ں سے متعلق یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ مستقل تصانیف ہیں یا ترجمہ

اسکول بک سوسائٹی دہلی کالج، دہلی:

دلی کالج 1825ء میں قائم ہوا۔ اس کالج کی ابتدا اس عمارت میں ہوئی جہاں پہلے مدرسہ غازی الدین قائم تھا۔ اس مدرسے میں پہلے دینی تعلیم دی جاتی تھی۔ جب برصغیر میں انگریزوں کے قدم جم گئے تو انھوں نے یہاں انگریزی زبان و ادب کی ترویج کا منصوبہ بنایا، دلی کالج کا قیام اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ ڈاکٹر انور سدید رقمطراز ہیں:

" فورٹ ولیم کالج کی طرح دلی کالج کے قیام میں انگریزوں کی سیاسی مصلحت پوشیدہ تھی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ دلی کالج احیاء العلوم کی ایک تحریک تھا۔ اور اس سے اردو ادب کو بیش بہا فائدہ ہوا تاہم یہ حقیقت ہے کہ یہ فائدہ بالواسطہ نوعیت کا تھا اور انگریزوں نے اپنے مخفی مقاصد سے کبھی چشم پوشی نہیں کی"(۲)

1825ء سے 1828ء تک یہ کالج ایک مشرقی مدرسے کے انداز میں کام کرتا رہا۔ 1828ء میں ایک انگریزی جماعت کا اضافہ کر دیا گیا۔ اس کالج میں سائنس، ریاضی، ہیئت، منطق اور دیگر جدید علوم کی تعلیم اردو زبان میں دی جاتی تھی۔ ایک پریشانی یہ تھی کہ اردو میں سائنس کے موضوع پر نصابی کتابیں موجود نہیں تھیں۔ نصابی کتابوں کا طبع زاد تیار کرنا تو بہت مشکل امر تھا لہٰذا انگریزی کتابوں کا اردو میں ترجمہ کرنے کے لئے اسکول بک سو سائٹی کا قیام عمل میں آیا مرزا حامد بیگ نے لکھا ہے:

"1840ء کے آواخر میں اسکول بک سوسائٹی قائم کی گئی اس سوسائٹی کے زیر اہتمام متنوّع انگریزی کتب کو اردو میں ترجمہ کر کے چھاپا گیا۔ اس سوسائٹی کے سیکرٹری ڈاکٹر سپرینگر تھے اور مترجمین میں مولوی امام بخش صہبائی، مولوی کریم الدین، ڈاکٹر فیلن، ماسٹر رام چندر، مولوی سبحان بخش، مولوی احمد علی، مولوی مملوک علی، ماسٹر نور محمد، مولوی سید محمد باقر، سید کمال الدین حیدر، پنڈت سروپ نرائن اور مولوی ذکاء اللہ جیسے اہم نام تھے"۔(۳)

آگے چل کر مرزا حامد بیگ بیان کرتے ہیں:

"اس سوسائٹی کے قائم کرنے پر اودھ کے شہزادگان اور سر سالار جنگ نے گرانقدر عطیات دیے۔ ترجے کے اصول وضع کرنے اور سرمایہ کی فراہمی کے فوراً بعد نئے سرے سے ترجمہ شدہ کتب کی

اشاعت کا کام شروع ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی متعدّد طبع زاد کتب و تالیفات بھی شائع کی گئیں۔ ڈاکٹر مولوی عبد الحق نے سوسائٹی کی شائع کردہ 128 کتب کے نام فراہم کئے ہیں۔"(۴)

دلی کالج کی مطبوعات کا تذکرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر انور سدید رقم طراز ہیں:

"دلی کالج کی مطبوعات پر ایک نظر ڈالئے تو احساس ہوتا ہے کہ تھوڑے سے عرصے میں کتنے متنوع مضامین ہندوستانیوں کی علمی دسترس میں آگئے تھے، ان میں ولیم میکناٹن کی قانون کی کتابیں، قانون محمدی وراثت و فوجداری، ہندو قانون کے اصول اور اصول قوانین حکومت کو بہت قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا۔ ماسٹر رام چندر نے جبر و مقابلہ کی کتب تالیف کیں اور اصول علم مثلث بالجبر، علم ہندسہ بالجبر اور تراش ہائے مخروطی مرتب کیں۔"(۵)

واضح رہے کہ دہلی کالج کی اسکول بک سوسائٹی پانچ مختلف ناموں سے مشہور رہی ہے۔ اس سوسائٹی کے تحت علوم مفیدہ یعنی فلسفہ، ریاضی، کیمیا، طبعیات اور نباتیات وغیرہ کی متعدد کتابوں کا اردو میں ترجمہ کیا گیا ان تراجم نے اردو زبان کی علمی مفلسی اور تنگ دامنی دور کرنے میں گرانقدر حصہ لیا۔ تراجم کے باب میں دہلی کالج کی سب سے بڑی عطا یہ ہے کہ اردو کے اسالیب نثر میں علمی موضوعات کے بارے میں فکر محض کی زبان کو فروغ ملا۔ اردو تراجم کے باب میں دہلی کالج کے مترجمین کی مساعی ہمیشہ یادگار رہیں گی۔

مدرسہ طبابت: آگرہ

اس مدرسے کا قیام، نواب ناصر الدولہ کے آخری زمانے میں عمل میں آیا، مرزا حامد بیگ کے بقول:

"اس ادارے کے مترجمین نے طب سے متعلق مغربی زبانوں سے اردو میں نصابی کتب کے تراجم شائع کئے یہ تراجم تھے تو اردو میں لیکن طلبہ کی سہولت کے لئے رومن رسم الخط میں شائع کئے گئے۔ اس نوع کی۔"اناٹومی" سے متعلق ایک کتاب کا احوال مختلف فہارس میں موجود ہے اس ادارے کے چند تراجم آج بھی اردو سائنس بورڈ لاہور کی لائبریری میں محفوظ ہیں۔"(۶)

طامس انجینئرنگ کالج، رڑکی (1856ء):

اس کالج کے تراجم پر روشنی ڈالتے ہوئے مرزا حامد بیگ بیان کرتے ہیں:

"اس ادارے کے مترجمین نے انجینئرنگ سے متعلق رڑکی ٹری ٹائز، کے نام سے اردو میں نصابی کتب کے تراجم شائع کئے۔ دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ حیدر آباد دکن کے قیام کے ساتھ رڑکی ٹری ٹائز، سلسلے کو فروغ ملا۔"(۷)

اس ادارے کے قدیم تراجم کا تو آج کل کوئی سراغ نہیں ملتا لیکن اس ادارے کے جو تراجم دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ نے شائع کئے، ان کی تفصیل کچھ اس طرح ہے۔

1۔ مٹی کا کام، ترجمہ: سید منظور حسین
2۔ اشیائے تعمیر، ترجمہ: اسد اللہ
3۔ پیمائش (دو جلدیں)
حصہ اول، ترجمہ: لوکندر بہادر و محمد رضا اللہ دہلوی
حصہ دوم، ترجمہ: محمد رضاء اللہ دہلوی
4۔ تقدمہ کی مثالیں: ترجمہ: محمود حسین مہاجر
5۔ نقشہ کشی (دو جلدیں) ترجمہ: سید عبد الرحمان
6۔ نجاری، ترجمہ: للت موہن مکرجی
7۔ پلیں، ترجمہ: محمد عظمت اللہ خاں

8۔ ۔'سڑکیں' ترجمہ: غلام محمد خاں

9۔ آب پاشی' کا کام (دو جلدیں)

حصہ اول، ترجمہ: غلام محمد خاں

حصہ دوم، ترجمہ: ضیاء الدین انصاری

10۔ 'موریات' ترجمہ: سید علی رضا

11۔ 'چنائی' از باربو، ترجمہ: سید منظور حسین

12۔ 'تعمیروں کا نظریہ اور تجویز' ترجمہ: ضیاء الدین انصاری

کمیٹی برائے نصابی کتب (طب) حکومت بنگال 1860ء:

حکومت بنگال نے انیسویں صدی کے آخر میں یہ کمیٹی قائم کی تھی۔ اس کمیٹی کے ارکان بابو راجندر لال متر، مولوی تمیز الدین خاں بہادر اور سوہن لال تھے۔ ان ارکان نے طب کی نصابی کتب سے متعلق اصطلاحات وضع کرنے کے اصول متعین کیے۔ یہ کمیٹی اگرچہ عملی میدان میں تو کوئی کارنامہ سرانجام نہ دے سکی لیکن نظری اعتبار سے طبی اصطلاحات وضع کرنے کے اصول متعین ہوگئے اور ترجمے کا ایک واضح طریق کار طے ہوگیا۔

سائنٹیفک سوسائٹی غازی پور:

اس سوسائٹی کا قیام 9 جنوری 1864ء کو عمل میں آیا۔ اس سوسائٹی کے اولین اجلاس میں سید احمد خان نے سوسائٹی کے اغراض و مقاصد بیان کئے۔ انگریزی کی علمی اور سائنسی کتابوں کا اردو میں ترجمہ کروانا اس سوسائٹی کے فرائض میں شامل تھا۔ مرزا حامد بیگ کے بقول:

> "سوسائٹی نے غازی پور میں ہی ترجمے کا کام باضابطہ طور پر شروع کر دیا تھا اور محض ایک سال کی قلیل مدت میں آٹھ کتابوں کے تراجم سید احمد خان کے نجی چھاپہ خانہ سے چھپ کر شائع ہوئے"۔(۸)

جب سر سید کا تبادلہ علی گڑھ ہوگیا تو سوسائٹی کو بھی علی گڑھ منتقل کر دیا گیا۔

سوسائٹی کے شائع کردہ تمام تراجم کے سرسری جائزے سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ سید احمد خان اور ان کے رفقائے کار علمی موضوعات سے متعلق کتب کی افادیت سے کماحقہ' واقف تھے۔ اس سوسائٹی کے زیر اہتمام ہر ماہ ڈاکٹر کلکلی طبیعات کے موضوع پر لیکچر دیتے۔

سوسائٹی نے 1866ء میں انسٹی ٹیوٹ گزٹ، کا اجرا کیا۔ اس اخبار میں دیگر موضوعات کے علاوہ سائنسی مضامین کے تراجم شائع کیے جاتے اس سوسائٹی کی کارکردگی کو دیکھ کر بعد میں متعدد سائینٹفک سوسائٹیاں وجود میں آئیں۔

انجمن پنجاب لاہور:

یہ انجمن حکومت کے ایما پر 1865ء میں قائم ہوئی۔ قیام کے ایک سال بعد یعنی 1866ء میں انجمن کے شعبہ تالیف و ترجمہ نے کام شروع کر دیا۔

انجمن کا دوسرا نام "انجمن اشاعت مطالب مفیدہ پنجاب" تھا۔ کرنل ہالرائیڈ اور ڈاکٹر لائٹنر انجمن کے اعلیٰ عہدے دار تھے انجمن پنجاب کے مترجمین میں پیر زادہ محمد حسین عارف کا نام بہت نمایاں ہے۔ ڈاکٹر لائٹنر کی فرمائش پر پیر زادہ محمد حسین عارف نے انجمن پنجاب کے لیے انگریزی سے 9 کتابوں کے تراجم کئے۔ ان تراجم کے علاوہ انجمن نے کچھ دیگر تراجم بھی شائع کیے ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔ سر ولیم ہملٹن کے فلسفے کا خلاصہ

2۔ رسالہ اقسام حقیقت اراضی و طریق ہائے مالگذاری

3۔ منطق استقرائی

4۔ مفتاح الافلاک یا علم ہیئت

5۔ رسالہ سیاستِ مدن

6۔ تشریحات قوانین انگلستان

7۔ رسالہ علم سکون سیّارات

8۔ علم اصولِ قانون

9۔ رسالہ علم سیارات

دیگر تراجم جو انجمن پنجاب لاہور نے شائع کیے، ان میں سے درج ذیل اہم ہیں

10۔ ’جبر و مقابلہ‘ حسب الحکم کپتان ہالرائیڈ

مطبوعہ: مطبع سرکاری لاہور 1869ء

11۔ ’سنین اسلام‘ حسب الحکم ڈاکٹر جی۔ ڈبلیو لائٹنر ایضاً

12۔ مبادی علم جیولوجی، ترجمہ: مولوی الطاف احسین حالیؔ

ان تراجم میں پہلے 9 تراجم پیرزادہ محمد حسین عارف کے ہیں۔

شاہ جہاں پور لٹریری انسٹی ٹیوٹ

شاہ جہاں پور لٹریری انسٹی ٹیوٹ کا قیام 1868ء میں عمل میں آیا۔ یہ انسٹی ٹیوٹ، مظہر العلوم‘ کے نام سے ماہانہ مجلہ شائع کرتا تھا۔ یہ مجلہ چالیس صفحات پر مشتمل ہوتا تھا۔ اس میں سائنسی موضوعات پر طبع زاد مضامین کے علاوہ تراجم بھی شائع ہوتے تھے۔

’مظہر العلوم‘ کے اگست 1870ء کے شمارے میں شائع ہونے والے مضامین کے عنوانات ملاحظہ ہوں

1۔ خمیرہ نائٹروجن

2۔ چاند کے قد اور فاصلہ کا بیان

دار المصنفین، اعظم گڑھ، 1913ء

مولانا شبلی نعمانی نے دار المصنفین کا خاکہ 1913ء میں مرتب کیا اور ’’ الہلال‘‘ کلکتہ میں شائع کروایا۔ اس خاکے کی اشاعت کے فوراً بعد ادارہ وجود میں آ گیا۔ اس ادارے کے قیام کے ایک سال بعد مولانا شبلی نعمانی راہیٔ مُلکِ عدم ہوئے لیکن یہ ادارہ آج بھی عالمگیر شہرت کا حامل ہے۔ مشرقی علوم فنون اور مذہبی مسائل کے ساتھ ساتھ مغربی تراجم بھی اس ادارے کے مقاصد میں شامل تھے۔ اس ادارے نے 1964ء تک مخلف علوم وفنون سے متعلق 117 کتابیں تالیف و ترجمہ کر کے شائع کیں۔ یہ برصغیر کا واحد ادارہ تھا جو مصری جامعات کی طرز پر قائم کیا گیا تھا علمی خدمات کے باعث اس ادارے کو عرب دنیا میں بھی سند مانا جاتا ہے۔

اس ادارے میں تراجم کا کام زیادہ تر ان اصحاب نے کیا جو انگریزی زبان سے ناواقف تھے۔ انھوں نے یہ تراجم عربی کے توسط سے کیے۔ اسی وجہ سے دار المصنفین کے تراجم کی زبان کافی حد تک عربی آمیز ہے۔ ادارے نے 1964ء تک جن اہم مغربی تصانیف کے اردو میں تراجم کئے ان میں درج ذیل بہت نمایاں ہیں۔

روح الاجتماع از گستاؤلی بان

انقلاب الامم از گستاؤلی بان

پیام امن از رچرڈ پال

مبادی علم انسانی از برکلے

مکالمات برکلے از برکلے

فطرت نسوانی از مارٹن

افکار عصریہ از چارلس آر گبس

اس ادارے کا مجلہ معارف، اعظم گڑھ جولائی 1916 سے مسلسل شائع ہو رہا ہے۔ اس مجلہ میں بہت سے علمی مضامین کے تراجم شائع ہوئے۔

دار الترجمہ، جامعہ عثمانیہ، حیدر آباد دکن

حیدر آباد دکن میں سرکاری زبان اردو تھی، سکولوں اور کالجوں میں انٹر میڈیٹ تک ذریعۂ تعلیم اردو تھا۔ برصغیر میں اردو کے ذریعے مختلف علوم وفنون کی تدریس کا یہ پہلا تجربہ تھا۔ یہ تجربہ نہایت کامیاب رہا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ مولوی عبد الحق نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ حیدر آباد میں ایک ایسی یونیورسٹی قائم کی جائے جس کا ذریعۂ تعلیم اردو ہو۔ حیدر آباد کے نواب میر عثمان علی خاں کو اس بات پر قائل کرنے کے لیے سر راس مسعود اور سر اکبر حیدری نے لگاتار پر خلوص کوششیں کی تھیں چنانچہ نواب میر عثمان علی خاں اردو ذریعہ تعلیم کی یونیورسٹی قائم کرنے پر راضی ہو گئے۔ لہذا 1919 میں نظام

JAHAN TAHQEEQ
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.5 No.1 2022

حیدر آباد کے اعلان سے عثمانیہ یونیورسٹی کا قیام عمل میں آیا۔یونیورسٹی قائم ہوتے ہی مختلف علوم وفنون سے متعلق اردو کی نصابی کتابوں کی ضرورت محسوس کی گئی۔ چناچہ نظام حیدرآباد کے حکم سے دارالترجمہ کا قیام عمل میں آیا۔

دارالترجمہ عثمانیہ سے پہلے فورٹ ولیم کالج، شاہانِ اودھ، دہلی کالج، شمس الامرا، سائنٹیفک سوسائٹی غازی پور، سلسلہ آصفیہ حیدر آباد، دکن اور دارالمصنفین اعظم گڑھ کے تحت تراجم کا خاطر خواہ کام ہوا تھا۔ان کی کاوشیں یقینا قابل تحسین ہیں لیکن ان کو اتنے مواقع اور ذرائع حاصل نہ تھے جتنے دارالترجمہ عثمانیہ کو حاصل تھے۔

سائنسی اور علمی تراجم کے لحاظ سے دارالترجمہ عثمانیہ کا کام ان اداروں کی نسبت کہیں بڑھ کر ہے۔

ہماراموضوع بحث چونکہ سائنسی تراجم ہیں اس لئے ہم دارالترجمہ عثمانیہ کی خدمات کا جائزہ تفصیل سے لیں گے دارالترجمہ عثمانیہ نے علوم جدیدہ کے بڑے وسیع پیمانے پر تراجم کئے اور اردوزبان کا دامن مالامال کر دیا۔اردو میں علمی خیالات کے اظہار کی گنجائش پیدا ہوگئی۔دارالترجمہ عثمانیہ نے جتنے بھی تراجم کیے وہ علمی تراجم ہیں مرزاحامد بیگ لکھتے ہیں:

> ”ادب کی کسی صنف سے متعلق دارالترجمہ کی شائع کردہ کسی کتاب کا ترجمہ تاحال میری نظر سے نہیں گذرا“۔(۹)

دارالترجمہ عثمانیہ میں سائنس کے تمام مضامین مثلاًطبیعات، کیمیا، حیوانیات، نباتیات، ریاضی، ارضیات، اور میڈیسن کے تراجم کیے گئے۔واضح رہے کہ یہ تراجم ان اہم سائنسی تصانیف کے کیے گئے جو برصغیر سے باہر مختلف جامعات میں پڑھائی جاتی تھیں، فزکس کی ایک انگریزی تصنیف جس کا اردو میں ترجمہ کیا گیا اس کا مصنف دیباچہ میں لکھتا ہے۔

> The contents have been selected to meet the requirements of various classes of students, these preparing for intermediate and other examinations of London and other universities(۱۰) "

مصنف کی اس تحریر سے ثبوت ملتا ہے کہ دارالترجمہ عثمانیہ نے جن مغربی تصانیف کا ترجمہ کیا وہ غیر معروف نہیں تھیں۔سائنسی تراجم کے ضمن میں سب سے پہلے ہم فزکس کے تراجم اور ان کے مترجمین پر بحث کرتے ہیں۔

فزکس:

فزکس کے مترجمین میں پروفیسر محمد عبدالرحمن خاں، چودھری برکت علی، پروفیسر وحید الرحمن، مرتیخ رائو، مولوی نصیر احمد اور سید عبدالجلیل کے نام شامل ہیں ان مترجمین میں سب سے نمایاں نام پروفیسر محمد عبدالرحمن خاں کا ہے۔پروفیسر محمد عبدالرحمن خاں کے تراجم کا ہم تفصیل کے ساتھ جائزہ لیتے ہیں۔

پروفیسر محمد عبدالرحمن خاں:

پروفیسر محمد عبدالرحمن خاں جامعہ عثمانیہ میں صدر شعبہ فزکس تھے۔یہ برصغیر میں طبیعات کے پہلے پروفیسر تھے۔انھوں نے فزکس کی 9 انگریزی کتابوں کے اردو میں تراجم کیے، طبیعات کے موضوع پر ان کی ایک تالیف بھی ہے ان کی دو تالیفات ریاضی کے موضوع پر ہیں۔ان کے کل بارہ تراجم وتالیفات ہیں جو سب کے سب شائع ہوئے۔پروفیسر محمد عبدالرحمن خاں کو انگریزی اور اُردو دونوں زبانوں پر عبور حاصل تھا اور وہ علم سائنس سے بھی خاص لگاؤ رکھتے تھے۔ڈاکٹر مجیب الاسلام کے بقول:

> ”فزکس کے تمام مترجمین نے اکیس (21) انگریزی تصانیف کے ترجمے کیے اور ایک کتاب تالیف کی، اس طرح فزکس کی بائیس کتابیں ترجمہ اور تالیف ہوئیں اور یہ سب شائع ہو کر منظرِ عام پر آئیں (۱۱)“۔

کیمیا(Chemistry)

دارالترجمہ عثمانیہ میں طبیعات کے مقابلے میں علم کیمیا کی کم تصانیف کا ترجمہ کیا گیا۔کیمسٹری کے مترجمین میں چودھری برکت علی، پروفیسر فیروزالدین مراد، ڈاکٹر خواجہ حبیب حسن، ڈاکٹر مظفر الدین قریشی، مولوی سید محمد اعظم، مولوی محمد احمد خان اور سردار بلدیو سنگھ شامل ہیں۔ان مترجمین نے علم کیمیا کی سترہ انگریزی تصانیف کا اردو میں ترجمہ کیا۔ان 17 تراجم میں سے 12 تراجم شائع ہوئے اور باقی پانچ تراجم شائع نہ ہو سکے۔

نباتیات:

دارالترجمہ عثمانیہ میں نباتیات کی تین انگریزی تصانیف کا اردو میں ترجمہ کیا گیا۔دو تراجم پروفیسر محمد سعید الدین نے کیے، ایک کتاب کا ترجمہ مولوی عبدالباری نے کیا، یہ تینوں تراجم شائع ہوئے۔

حیوانیات:

دارالترجمہ میں حیوانیات کے موضوع پر چار انگریزی تصانیف کا اردو میں ترجمہ کیا گیا۔ان میں سے تین تراجم مولوی رحیم اللہ نے کیے۔ان میں سے ایک شائع ہوا اور باقی دو ترجمے شائع نہ ہو سکے، ایک ترجمہ پروفیسر محمد سعید الدین نے کیا۔وہ بھی شائع ہوا۔اس طرح حیوانیات کے کل چار تراجم میں سے دو شائع ہو سکے۔

ارضیات:

دارالترجمہ عثمانیہ کے تحت ارضیات کی صرف ایک انگریزی کتاب کا اردو میں ترجمہ ہوا۔مترجم مولوی مرزا محمد علی بیگ تھے۔یہ ترجمہ شائع بھی ہوا۔

ریاضی:

ریاضی کے مترجمین میں پروفیسر قاضی محمد حسین، شیخ برکت علی، مولوی نذیر احمد، خواجہ معین الدین، ڈاکٹر رضی الدین صدیقی، خان فضل خاں، کشن چند اور محمد عبدالرحمن شامل ہیں۔ان مترجمین نے حساب، الجبرا اور جیومیٹری کی تینتیس انگریزی کتب کا اردو میں ترجمہ کیا او بارہ کتابیں تالیف کیں۔اس طرح ریاضی کے کل پینتالیس تراجم و تالیفات شائع ہوئیں۔ریاضی کے تراجم کی خاص بات یہ ہے کہ حساب اور الجبرا کی ساری علامتوں، فارمولوں، اصولوں اور قاعدوں کا اردو میں ترجمہ کیا گیا۔جیومیٹری کی ساری اشکال بنا کر ان کے حصوں کے نام بھی اردو میں لکھے گئے۔

دارالترجمہ کے تراجم و تالیفات کی تعداد:

دارالترجمہ عثمانیہ نے جو تراجم اور تالیفات شائع کیں ان کی تعداد مختلف حضرات نے مختلف بیان کی ہے خود دارالترجمہ نے مختلف اوقات میں جو فہرستیں شائع کی ہیں ان کی آپس میں مطابقت نہیں ہے۔پہلی فہرست دارالترجمہ نے 1937ء میں شائع کی اس کے مطابق ترجمہ و تالیف کے لیے تمام مضامین سے متعلقہ 503 کتابوں کا انتخاب کیا گیا تھا اور 1937ء تک تقریباً آدھی کتابیں شائع کر دی گئی تھیں دارالترجمہ نے دوسری فہرست مارچ 1946 میں شائع کی۔اس وقت کے دارالترجمہ کے ناظم محمد نظام الدین لکھتے ہیں:

> "مختلف علوم و فنون کی حسب ذیل کتابیں اب تک شائع ہو چکی ہیں فلسفہ 73، تاریخ 140، معاشیات، عمرانیات 32، قانون 26، سائنس، ریاضی، ہیئت 42، فزکس 29، کیمسٹری 26۔انجنیئرنگ 43، حیاتیات 23، تعلیم 2، ان کی مجموعی تعداد 500 ہے۔جن میں سے 365 شائع ہو چکی ہیں، 58 چھپ رہی ہیں اور 86 زیر ترتیب ہیں"۔(۱۲)

ڈاکٹر محی الدین قادری زور کے مطابق دارالترجمہ کے تراجم و تالیفات کی تعداد 1934ء تک 385 ہے۔مولوی میر حسن نے اپنی کتاب "مغربی تصانیف کے اردو تراجم" میں دارالترجمہ کی تالیفات و تراجم کی تعداد 1939ء تک 325 بیان کی ہے۔یہ بات قرین قیاس لگتی ہے۔تراجم و تالیفات کی تعداد کے بارے میں سید محمد صاحب اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں:

> "دارالترجمہ نے صرف ایک ربع صدی تک تیز رفتاری کے ساتھ کام کیا۔اس کے بعد بدلے ہوئے حالات نے اس کام کو روک دیا۔اس قلیل مدت میں اس نے مختلف علم و فنون کی کم و بیش 500 کتابیں شائع کیں جن کی بدولت اردو ایک کامیاب علمی زبان بن گئی۔" (۱۳)

ان تمام بیانات سے ثابت ہوتا ہے کہ دارالترجمہ عثمانیہ کی شائع کردہ تالیفات وتراجم کی صحیح تعداد کا تعین نہیں کیا جاسکا۔ ہم یہ ضرور کہہ سکتے ہیں کہ یہ تعداد 500 کے قریب تھی۔

اُردو نظام تعلیم میں دارالترجمہ عثمانیہ کے تراجم کی افادیت:

دارالترجمہ عثمانیہ کے تراجم سے ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔ دارالترجمہ نے تمام علوم وفنون کی کتابیں اردو میں مہیا کر کے اردو طلباء کے لیے اعلیٰ تعلیم کے دروازے کھول دے۔ دارالترجمہ کے علمی تراجم نے سائنس کی تمام شاخوں ریاضی، طبیعات، کیمیا، حیاتیات اور ارضیات وغیرہ میں اردو طلبہ کے لیے ایم ایس سی تک تعلیم کا راستہ کھول دیا۔ جامعہ عثمانیہ میں کامرس میں ایم کام تک اور قانون میں ایل ایل بی اور ایل ایل ایم تک اردو میں تعلیم کا سلسلہ شروع ہوا۔ طب، میڈیسن اور انجینئرنگ کی تعلیم بھی اردو میں دی جاتی تھی۔

ہم یقینی طور پر کہہ سکتے ہیں کہ دارالترجمہ عثمانیہ کے تراجم افادیت سے بھرپور تھے۔ ان تراجم کی بدولت جامعہ عثمانیہ میں اردو ذریعہ تعلیم کا جو تجربہ کیا گیا وہ نہایت کامیاب رہا۔ جامعہ عثمانیہ کے فارغ التحصیل طلبہ کی کامیابی اور زندگی کے ہر شعبے میں ان کی شاندار اور قابلِ قدر خدمات اس تجربہ کی کامیابی کی واضح دلیل ہیں۔ برصغیر کے ممتاز ماہرین تعلیم نے اس تجربے کو خوب سراہا ہے اور اس کی بے مثل کامیابیوں پر مسرّت کا اظہار کیا ہے۔ گورنمنٹ کالج لاہور کے شعبہ کیمیا کے سابق صدر پروفیسر ڈاکٹر رفعت حسین صدیقی لکھتے ہیں:

> ”میں ہندوستان اور پاکستان کی تقریباً تمام یونیورسٹیوں کا ممتحن رہا ہوں، جامعہ عثمانیہ کے پرچے اردو میں ہوتے تھے اور بقیہ مقامات کے انگریزی میں لیکن عثمانیہ یونیورسٹی کے پرچوں سے معلوم ہوتا تھا کہ طلبا نفسِ مضمون سے واقف ہیں اور ان کو خاطر خواہ طور پر ادا کر سکتے ہیں۔“ (۱۴)

یہ بات بلاخوف تردید کہی جاسکتی ہے کہ اگر دارالترجمہ کے تراجم کی بدولت جامعہ عثمانیہ میں اعلیٰ سطح تک ہر قسم کے مضامین میں اردو ذریعہ تعلیم کا تجربہ نہ ہوتا تو ماہرین تعلیم کی اردو ذریعہ تعلیم کے بارے میں اس قسم کی مثبت آرا کبھی سامنے نہ آتیں۔ جامعہ عثمانیہ کے طلبا نے ماہرین تعلیم کے ذہنوں پر بہترین نقش مرتب کیے۔ دارالترجمہ عثمانیہ کے تراجم صرف لائبریریوں کی ہی زینت نہیں بنے بلکہ ان تراجم نے طلباء، اساتذہ اور ماہرین تعلیم کی توجہ اپنی جانب مبذول کر کے خراج تحسین حاصل کیا۔ پاکستان میں سائنس میں میٹرک تک اور آرٹس کے مضامین میں ایم اے اور ایم فل تک ذریعہ تعلیم اردو ہے۔ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی ایف ایس سی بھی اردو میں کرا رہی ہے۔ مولوی عبدالحق کی کوششوں سے کراچی میں اردو سائنس کالج قائم ہوا جو اب وفاقی اردو یونیورسٹی میں تبدیل ہو چکا ہے، وہاں سائنس کے تمام مضامین میں ایم ایس سی تک اردو میں تعلیم دی جاتی ہے۔ یہ سب دارالترجمہ عثمانیہ کے تراجم اور جامعہ عثمانیہ کے اردو ذریعہ تعلیم کے تجربے کے بالواسطہ اثرات ہیں۔ پاکستان میں تمام مضامین کے تعلیمی نصاب میں جو اردو اصطلاحات استعمال ہوتی ہیں وہ تقریباً سب کی سب وہی ہیں جو دارالترجمہ عثمانیہ میں وضع کی گئی تھیں۔

شعبہ تصنیف وتالیف وترجمہ، کراچی یونیورسٹی

یہ جامعہ کراچی کا ذیلی ادارہ ہے۔ اس ادارے کے فرائض میں درسی کتابوں کی تصنیف وتالیف کے علاوہ تراجم اور وضع اصطلاحات بھی شامل ہیں۔ اس ادارے نے اپنے تحقیقی مجلہ 'جریدہ' کے ذریعے وضع اصطلاحات میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ اس ادارے نے جو تراجم شائع کیے ان میں ” تاریخ فلسفہ“ ازویب اور ” طبعی کیمیا“ از گلاسٹن کے ترجمے ہمیشہ یاد گار رہیں گے۔

اردو سائنس بورڈ، لاہور

اردو سائنس بورڈ نے متعدد سائنسی کتب کے اردو میں تراجم شائع کیے ہیں اس ادارے کی خدمات پر تبصرہ کرتے ہوئے مرزا حامد بیگ رقمطراز ہیں:

> ”بورڈ کے قیام کا ایک اہم مقصد سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں اردو کی ترقی بھی تھا تاکہ اردو زبان اعلیٰ تعلیم کا ذریعہ بن سکے، یہی سبب ہے کہ بورڈ نے سائنس کے متعدد مضامین کی کتابیں اردو میں تیار کروائیں۔ ادارے نے اصطلاحات سازی کے اصولوں کا جائزہ لیا اور مختلف سائنسی علوم کی جو کتابیں اردو میں شائع کیں ان میں اپنی وضع کردہ اصطلاحات کو برت کر اردو اصطلاحات سازی کا جواز فراہم کیا۔“ (۱۵)

حوالہ جات

(۱) حامد بیگ، مرزا، اُردو ترجمے کی روایت ، اسلام آباد، دوست پبلیکشنز، ۲۰۱۳ء، ص:۱۳۷
(۲) انور سدید، ڈاکٹر، اُردو ادب کی تحریکیں، انجمن ترقی اُردو پاکستان، کراچی، ۲۰۰۷ء، ص:۲۸۶
(۳) حامد بیگ، مرزا، اُردو ترجمے کی روایت، ص: ۱۴۶،۱۴۵
(۴) ایضاً، ص: ۱۴۶
(۵) انور سدید، ڈاکٹر، اُردو ادب کی تحریکیں، ص:۲۸۷
(۶) حامد بیگ، مرزا، اُردو ترجمے کی روایت، ص: ۱۵۳
(۷) ایضاً، ص: ۱۵۳
(۸) ایضاً، ص: ۱۶۲
(۹) ایضاً، ص: ۲۰۴
(۱۰) مجیب الاسلام، ڈاکٹر، دارالترجمہ عثمانیہ، دہلی: ثمر آفسیٹ پرنٹرز، ۱۹۸۷ء، ص:۱۱۴
(۱۱) ایضاً، ص:۱۱۹
(۱۲) مجیب الاسلام، ڈاکٹر، دارالترجمہ عثمانیہ، ص:۱۳۴
(۱۳) ایضاً، ص:۱۴۰،۱۳۹
(۱۴) ایضاً، ص:۲۰۷،۲۰۶
(۱۵) حامد بیگ، مرزا، اُردو ترجمے کی روایت، ص: ۲۱۵